Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Upbringing of Children (From an Islamic Perspective)

اولاد کی تربیت (اسلامی نقطۂ نظر سے)

Iqra Gul D/O Ijaz Ahmad
M.Phil scholer, Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Associate Professor Dr. Naseem Akhter
Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Corresponding Author Email: khtr_nsm@yahoo.com

Abstrct

In the contemporary era, social and economic changes, along with transformations in family structures, have brought the role of mothers into a new perspective. There is ongoing discussion in academic and social circles regarding the responsibilities of homemaker mothers and working mothers, and which role is more effective in the religious, moral, and psychological upbringing of children.

This article presents a comparative analysis of both roles in light of Islamic teachings. The study is based on the Quran, Hadith, Islamic jurisprudence, and the views of contemporary Islamic scholars such as Abul A'la Maududi

The findings indicate that, in Islam, the main priority is not whether a mother is a homemaker or working outside the home, but rather the proper and balanced upbringing of the children. Employment is not considered a problem as long as it does not interfere with a mother's educational and nurturing duties. The supervision, time management, and moral guidance provided by the mother remain of primary importance.

Keywords: *Motherhood،Homemaker mothers، Working mothers،Child upbringing،Islamic teachings،Islamic jurisprudence،Psychological development،Religious upbringing،Balanced upbringing، Time management،Maternal responsibility،Child supervision.*

اسلامی تربیت کا مفہوم:

اسلامی تربیت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی اولاد کی صرف جسمانی پرورش ہی نہیں بلکہ اخلاقی، دینی اور فکری نشوونما کا بھی مکمل اہتمام کرے۔ نیک اولاد انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت اور قیمتی سرمایہ ہوتی ہے، اس لیے والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اچھی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ ان کی صحیح تعلیم و تربیت پر بھی توجہ دیں۔ جو والدین اس ذمہ داری میں غفلت برتتے ہیں، انہیں قیامت کے دن سخت نتائج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو پہلے ہی خبر دار کیا ہے تا کہ وہ نہ صرف اپنی اصلاح کریں بلکہ اپنی اولاد کو بھی برے انجام سے بچائیں۔ انبیاء کرام کی بعثت کا ایک اہم مقصد بھی انسانوں کی رہنمائی اور تربیت ہے۔ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ نے انسانوں میں سے ہی ایک رسول بھیجا جو انہیں آیات سناتا، ان کا تزکیہ کرتا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

تربیت کا مطلب کسی چیز کو نشوونما دینا اور اسے بتدریج کمال تک پہنچانا ہے، اور یہ عمل خاص طور پر جانداروں کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ انگریزی میں اسے "Training" کہا جاتا ہے، جس کا مقصد کسی مہارت یا علم کو حاصل کرنا اور اسے بہتر بنانا ہوتا ہے۔ تربیت زندگی کے ہر شعبے میں اہمیت رکھتی ہے، چاہے وہ مذہبی میدان ہو، تعلیم ہو یا دیگر پیشہ ورانہ شعبے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالی نے انبیائؑ کی بعثت کا مقصد انسانوں کی تربیت اور ہدایت قرار دیا ہے،

قرآن میں ارشاد ہے۔

(كما ارسلنا فيكم رسولاً منكم يتلواعليكم آياتنا ويزكيكم ويعلمكم ا لكتاب والحكمة ويعلمكم مالم تكونوا تعلمون). 1

ترجمہ: ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیات سناتا ہے اور تمہیں پاکیزہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے

تربیت کا لغوی معنی:

تربیت عربی کا لفظ ہے اسکا مادہ "رب" اور اسکا مطلب ہے "اصلاح کرنا" اور "پالنا" اس طرح اس میں کسی کام کو درست کرنے کا معنیٰ بھی پایا جاتا ہے۔

امام راغب اصفہانی لفظ رب کا معنیٰ لکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں

رب الرب فِی الاصل التر بیة و ھوانشاء الشيئِ حالاً فعالاًاِلٰی حدِ التمامِ 2

"رب" کا معنیٰ ہے پالنے والا اور پروردگار جس چیز کی جس طرح تربیت کرے وہ حدِ کمال کو پہنچ جائے۔

تربیت کا اصطلاحی معنی:

"ربو یاربی" رشد وزیادتی امور بڑھانے کے معنی میں آتا ہے۔

تربیت کی اصطلاحی تعریف:

تربیت وہ جوہر ہے جو انسانوں کو ہر کام کا اہل بنا دیتی ہے خواہ وہ کام کسی نوعیت کا بھی ہو۔ سمجھ بوجھ اور مہارت پیدا کرتی ہے خواہ امن کا زمانہ ہو یا جنگ کا۔۔3 3

تربیت کے اصول و اہداف کو مدّ نظر رکھتے ہوئے علم تربیت کے ماہرین کے مختلف انداز میں مختلف قسم کی تعریفیں کی ہیں۔ جن کا لب لباب یہ ہے کہ تربیت پرورش کرنے کا نام ہے یعنی کسی شئ کے اندر قابلیت کی صورت میں موجود صلاحیت اور استعداد کو واقعی اور حقیقی صورت عطا کرنا اور انہیں پروان چڑھانا ہے

اسلامی تربیت کی تعریف:

اسلامی تربیت کی تعریف یہ ہے کہ اس کا مقصد صرف انسان کے ظاہری اعمال کو درست کرنا نہیں بلکہ اس کے باطن یعنی دل، نیت اور اخلاق کی اصلاح بھی شامل ہوتی ہے۔ جب اسلامی تربیت کے نظام پر غور کیا جائے تو اس سے مراد انسان کی ظاہری اور باطنی زندگی کو درست اصولوں کے مطابق سنوارنا ہے۔ اسلامی تربیت کے بنیادی ذرائع دو ہیں: قرآن مجید اور سنتِ نبوی ﷺ۔

قرآن مجید انسان کے دل کو اللہ تعالیٰ سے جوڑ دیتا ہے اور اس کے اندر پاکیزگی اور تقویٰ پیدا کرتا ہے، یہاں تک کہ انسان دانستہ اور نادانستہ طور پر نیک اعمال اختیار کرنے لگتا ہے۔ قرآن کی تلاوت ایک طرف روح کو سکون اور خوشی عطا کرتی ہے، تو دوسری طرف انسان کے شعور کو روشن اور بیدار کرتی ہے۔

دوسری طرف سنتِ نبوی ﷺ تربیت کا عملی نمونہ پیش کرتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نہایت حکمت کے ساتھ صحابہ کرامؓ اور اپنے شاگردوں کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ خود دوسروں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بن گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: اللہ کی کتاب اور اپنی سنت، اگر تم ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

آپ ﷺ کا طریقۂ تربیت منفرد تھا۔ آپ ہر فرد کی ذہنی سطح اور سمجھ کے مطابق اس کی رہنمائی کرتے تھے اور اس بات کی کوشش فرماتے تھے کہ لوگ انفرادی اور اجتماعی طور پر روحانی، اخلاقی، فکری اور جسمانی ہر پہلو سے مکمل تربیت حاصل کریں۔

تعلیم کے ساتھ تربیت کی ضرورت:

انسانی کامیابی کا اصل دارومدار محض ڈگریوں یا معلومات کے حصول پر نہیں، بلکہ تعلیم کے ساتھ ساتھ بہترین تربیت پر ہے۔ تعلیم کا مقصد اگر صرف ذہن میں معلومات ذخیرہ کرنا ہو، تو انسان ایک ایسے "گودام" کی مانند بن جاتا ہے جس کے پاس علم تو ہوتا ہے مگر اس میں فکری پختگی اور انسانی اقدار کا فقدان رہتا ہے۔ حقیقی کامیابی کے لیے

ضروری ہے کہ انسان کی ذہنی اور اخلاقی نشوونما اس انداز میں ہو کہ اس کی خداداد صلاحیتیں بیدار ہو جائیں۔ تربیت دراصل اس قوت کا نام ہے جو دل کی گہرائیوں میں اثر کرے اور انسان میں علم اور حلم (بردباری) کو یکجا کر دے۔ صرف باتیں کر لینا تربیت نہیں، بلکہ ان کا عمل میں ڈھلنا ضروری ہے۔ والدین اور مربی کا کام اولاد کو بہترین ادب و اخلاق کے سانچے میں ڈھالنا ہے، جبکہ اس محنت کا پھل یعنی حقیقی اصلاح اور بہتری اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ممکن ہوتی ہے۔

جیسا کہ عربی زبان کا مقولہ ہے۔

(الادب من ا لاباوالاصلاح من اللہ)4

ترجمہ: یعنی ادب تو والدین سکھاتے ہیں اور اصلاح اللہ کی طرف سے ہے

اسلامی تربیت:

وحی الٰہی سے تہذیبِ انسانی تک کا سفر:

انسانی کردار کی تعمیر اور بہترین اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انبیاء کرامؑ کا انتخاب فرمایا۔ ان مقدس ہستیوں کی تربیت کسی دنیاوی ادارے کی مرہونِ منت نہ تھی، بلکہ خود خالقِ کائنات نے 'وحی' کے ذریعے ان کی سیرت کو کمال تک پہنچایا۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاءؑ انسانیت کے لیے معلمِ اول اور کامل تربیت یافتہ نمونہ بن کر ابھرے۔

ظہورِ اسلام سے قبل جزیرہ نما عرب کی حالتِ زار تعلیمی و تربیتی فقدان کا واضح ثبوت تھی۔ اس معاشرے میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ ہونے کے برابر تھا اور جہالت کا غلبہ تھا۔ اگرچہ وہ لوگ فصاحت و بلاغت اور شعر و شاعری میں کمال رکھتے تھے، مگر ان کا ادب زیادہ تر اخلاقی اقدار سے عاری تھا۔ ان کی شاعری کا محور عشق و مستی، باہمی دشمنیاں، جنگ و جدل کی ترغیب اور سطحی موضوعات تک محدود تھا۔

اسلام کی آمد نے عرب کے ریگزاروں میں علم و تربیت کا وہ بیج بویا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا کو اپنی خوشبو سے معطر کر دیا۔ اسلام نے نہ صرف انفرادی کردار سازی پر زور دیا بلکہ ایک ایسا مربوط تعلیمی نظام متعارف کرایا جس نے جہالت کے اندھیروں کو مٹا دیا۔ بعد ازاں، مسلمان مفکرین اور علماء نے اسی نبوی تربیت کو بنیاد بنا کر فنِ تربیت پر گراں قدر تصانیف مرتب کیں اور ایسی علمی مثالیں قائم کیں جو آج بھی رہتی دنیا تک انسانیت کی رہنمائی کر رہی ہیں۔

"اس سلسلے میں ایک کتاب "آداب المعلمین " یہ کتاب ابن سحنون متوفی ۲۲۶ ہجری نے اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے یہ کتاب لکھی۔ یہ کتاب تعلیم و تربیت اور بچوں کو آداب سکھانے کے بارے میں ہے۔ نو فصلوں پر مشتمل ہے۔

اسی طرح ابو نصر محمد بن اوزلغ (فارابی) معلم ثانی متوفی ۳۳۱ ہجری فارابی نے بچوں کو اداب سکھانے اور جوانوں کو اخلاق سے آراستہ کرنے کے بارے میں کتاب لکھی، فارابی نے اپنی کتاب "آراء اہل المدینۃ الفاضلۃ" اور خاص کر السیاسیہ میں بچوں کو تعلیم دینے اور ادب سکھانے کے بارے میں کافی مطالب نقل کیے۔

اسی طرح کتاب قابسی(قابسی نے متوفی ۴۰۳ ہجری("الرسالۃ المفصلۃ لِاحوال المعلمین والمتعلمین " تحریر کی۔ س کتاب میں انہوں نے تربیت کے مسائل کا جائزہ لیا۔

الغرض مسلمان مصنفین نے بہت کام کیا اور بعد میں ان کے کتب درست کر کے شائع ہوئے۔ جن کے تراجم بھی مہیا کیے گئے 5

اسلامی تربیت کے بنیادی اصول اور انسانی فطرت:

اسلام ایک آفاقی ضابطہ حیات ہے جو انسانی شخصیت کی تعمیر، نشوونما اور وقار کے لیے واضح اصول و ضوابط فراہم کرتا ہے۔ انسانی فطرت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اپنی ذات سے محبت کرتا ہے اور دنیا کی تمام آسائشوں اور نعمتوں کو حاصل کرنے کی تڑپ رکھتا ہے۔ اسی طرح اولاد بھی انسان کے لیے ایک انتہائی قیمتی سرمایہ اور نعمت ہے۔

بچوں کی بہترین کردار سازی اور انہیں معاشرے کا ایک باوقار اور ذمہ دار شہری بنانے کے لیے اسلام نے چند مخصوص قواعد مقرر کیے ہیں۔ ان اصولوں کا مقصد انسان کی مادی خواہشات اور روحانی تربیت کے درمیان توازن پیدا کرنا ہے۔ جنکا ذکر ذیل کی سطور میں کیا جا رہا ہے۔

اصل الاصول:

اخلاصِ نیت اور رضائے الٰہی:

عملِ تربیت کی اساس اور اس کی قبولیت کا دارومدار اخلاصِ نیت پر منحصر ہے۔ نظامِ تربیت میں نیت کی درستی اور ارادے کا تصفیہ وہ بنیادی ستون ہے جس پر پوری اخلاقی عمارت استوار ہوتی ہے۔ اگر مربی (تربیت کرنے والا) اپنی تادیبی و تعلیمی مساعی کا محور محض خشنودیِ باری تعالیٰ کو قرار دے، تو یہ عمل نہ صرف اخروی کامرانی اور جنت کے حصول کا پیش خیمہ ثابت ہوگا، بلکہ بارگاہِ الٰہی میں تقرب کا وسیلہ بھی بنے گا۔

اسلامی فکر کا یہ بنیادی مطالبہ ہے کہ انسان کے قول و فعل میں ہم آہنگی اور نیت میں للّٰہیت کارفرما ہو۔ بارگاہِ ایزدی میں صرف وہی اعمال درجۂ قبولیت پاتے ہیں جو ریاکاری سے پاک اور خالصتاً رضائے الٰہی کے لیے انجام دیے گئے ہوں۔

اس حقیقت کی ترجمانی کلامِ الٰہی ان الفاظ میں کرتا ہے:

(وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ) 6

ترجمہ: اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے یکسو ہو کر نماز کو قائم کیا جائے زکوۃ ادا کی جائے یہی درست دین ہے۔

اسی طرح معلمِ کائنات حضرت محمد ﷺ نے اعمال کی روح کو نیت سے وابستہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى) 7

ترجمہ: تمام اعمال کا دارومدار نیت پر اور ہر شخص کو وہی ملے گا جو وہ نیت کرے گا

مختصر یہ کہ اخلاص وہ جوہر ہے جو تربیت کے خشک مراحل کو عبادت کے درجے پر فائز کر دیتا ہے۔

تقویٰ:

اسلامی تربیت کی بنیاد تقویٰ پر ہے، اور ایک استاد یا سرپرست (مربی) کے لیے خود متقی ہونا سب سے ضروری صفت ہے۔

تقویٰ کا سادہ مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی اس طرح گزارے کہ اللہ کی نافرمانی والے کاموں سے دور رہے اور جن کاموں کا حکم دیا گیا ہے، انہیں خلوصِ دل سے انجام دے۔ اگر تربیت دینے والا خود اللہ سے ڈرنے والا اور باکردار نہیں ہوگا، تو اس کا اثر بچوں یا شاگردوں پر بھی پڑے گا، جس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

لہٰذا، ایک بہترین مربی وہی ہے جو اپنے عمل سے تقویٰ کی مثال بنے اور اپنے زیرِ تربیت افراد کو ایسا پاکیزہ ماحول فراہم کرے جہاں وہ نیک اور مخلص انسان بن سکیں۔

حلم اور بُردباری (صبر و تحمل):

اسلام میں تربیت کرنے والوں کے لیے صبر، نرمی اور برداشت کو بنیادی خوبی قرار دیا گیا ہے۔ اگر ایک استاد یا والدین غصے کے بجائے حلم (پختہ مزاجی) سے کام لیں، تو اصلاح کا عمل نہ صرف آسان ہو جاتا ہے بلکہ اس کے نتائج بھی دیرپا ہوتے ہیں۔ جب بچہ اپنے مربی میں نرمی دیکھتا ہے، تو وہ اس کی بات دل سے قبول کرتا ہے اور برے اخلاق سے دور رہتا ہے۔

قرآنِ پاک میں بھی غصہ پی جانے والوں اور لوگوں کو معاف کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے اور انہیں اللہ کا محبوب بندہ (محسن) کہا گیا ہے۔

جیسا کہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِؕ-وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ) 9

ترجمہ: اور دبا لیتے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو اور اللہ نیکی کرنے والوں کو چاہتا ہے۔

مختصر یہ کہ ایک بہترین مربی وہی ہے جو ڈانٹ ڈپٹ، سختی یا مار پیٹ کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے ضبطِ نفس سے کام لے۔ جو شخص اپنے غصے پر قابو رکھ کر صبر و تحمل سے معاملات سلجھاتا ہے، وہی درحقیقت دوسروں کی صحیح معنوں میں شخصیت سازی کر سکتا ہے اور معاشرے میں خیر پھیلا سکتا ہے۔

تزئینِ معاشرت:

اسلامی نظامِ حیات میں معاشرت کی تزئین و آرائش محض ایک اخلاقی مشورہ نہیں بلکہ یہ دین کا وہ حصہ ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو نکھارتا ہے۔ ذیل میں ان اصول و آداب کی مفصل وضاحت پیش ہے:

1. **اسلامی تربیت اور مثالی کردار (تعمیرِ شخصیت)**

اسلامی معاشرت کی بنیاد ان اعلیٰ اوصاف پر ہے جو ایک فرد کو سچا مومن اور بہترین انسان بناتے ہیں:

تقویٰ اور توکل:

اللہ کا ڈر (تقویٰ) انسان کو تنہائی اور مجمع دونوں میں برائی سے روکتا ہے، جبکہ اللہ پر بھروسہ (توکل) اسے نامساعد حالات میں جرات اور استقامت عطا کرتا ہے۔

حسنِ خلق اور نرم خوئی:

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ "تم میں سے بہترین وہ ہے جس کے اخلاق بہترین ہوں"۔ نرم مزاجی اور خوش اخلاقی معاشرے میں نفرتوں کو ختم کرکے محبتیں بانٹتی ہے۔

ایثار اور عاجزی:

اپنی ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو ترجیح دینا (ایثار) اور تکبر کے بجائے تواضع اختیار کرنا ایک صالح معاشرے کی علامت ہے۔

2. **حقوق العباد اور خاندانی آداب:**

معاشرے کی پہلی اکائی "گھر" ہے، اور اسلام نے یہاں سے اصلاح کا آغاز کیا ہے:

والدین اور اولاد: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کی خدمت کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔ دوسری طرف اولاد کی بہترین پرورش اور انہیں نیک بنانا والدین کا فرض ہے تاکہ نسلِ نو معاشرے کا کارآمد حصہ بنے۔

ازدواجی زندگی:

میاں بیوی کے درمیان محبت، ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری اور گھر کے معاملات میں سکون و توازن ہی ایک مضبوط خاندان کی بنیاد ہے۔

3. **سماجی روابط اور گفتگو کے آداب:**

انسان ایک سماجی حیوان ہے، اسے دوسروں سے ملنا جلنا پڑتا ہے۔ اسلام نے اس کے لیے سنہری اصول دیے ہیں:

سلام اور ملاقات:

کسی سے ملتے وقت "سلام" کرنا امن اور سلامتی کی دعا دینا ہے۔ ملاقات کے وقت مسکرانا اور گرم جوشی دکھانا باہمی تعلق کو مضبوط کرتا ہے۔

گفتگو کے سلیقے:

گفتگو میں سچائی، لہجے میں نرمی اور آواز میں اعتدال ضروری ہے۔ غیبت، چغلی اور بدزبانی سے پرہیز کرنا معاشرتی پاکیزگی کے لیے ناگزیر ہے۔

مجلس کے آداب:

کسی کی محفل میں بیٹھنے کے بھی آداب ہیں، جیسے دوسروں کے لیے جگہ بنانا، کان میں سرگوشیاں نہ کرنا (جس سے دوسرے کو شک ہو) اور محفل کی باتوں کو امانت سمجھ کر راز میں رکھنا۔

4. **معاشی اور عملی زندگی کے آداب:**

اسلام صرف مسجد تک محدود نہیں بلکہ بازار اور دفتر میں بھی رہنمائی کرتا ہے:

کاروبار اور فرض شناسی:

تجارت میں سچائی، ناپ تول میں کمی نہ کرنا اور ملازم ہو تو اپنی ڈیوٹی پوری ایمانداری سے انجام دینا "فرض شناسی" ہے۔ حرام اور حلال کی تمیز ہی معاشی استحکام لاتی ہے۔

مہمان نوازی اور میزبانی:

مہمان کا اکرام کرنا اور اس کی راحت کا خیال رکھنا ایمان کا حصہ ہے۔ اسی طرح میزبان کے وسائل کا خیال رکھنا اور اس پر بوجھ نہ بننا مہمان کا ادب ہے۔

5. **معاشرتی نکھار کا نتیجہ:**

جب معاشرے کا ہر فرد ان آداب (خط و کتابت، دوستی، ہمسائیگی اور عبادت) پر عمل پیرا ہوتا ہے، تو معاشرہ ایک جسم کی مانند بن جاتا ہے۔ یہ آداب انسان کو محض ایک "فرد" سے اٹھا کر "انسانیت کا خادم" بنا دیتے ہیں۔ اسلام کا مقصد ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جہاں طاقتور کمزور کا سہارا بنے، چھوٹا بڑے کا احترام کرے اور ہر شخص اپنے حق سے زیادہ اپنے فرض کی فکر کرے۔

یہ بیش بہا اصول نہ صرف دنیاوی زندگی کو پر سکون بناتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی کامیابی اور فلاح کا واحد راستہ ہیں۔

حاصل کلام:

اس تحریر کا لبِ لباب یہ ہے کہ اسلام نے بچوں کی جسمانی اور روحانی نشوونما کے لیے ایک جامع نظام دیا ہے تاکہ وہ بہترین کردار کے حامل انسان بن سکیں۔ تاہم، اس تربیتی عمل کی کامیابی کا تمام تر دارومدار ماں کی ذہنی اور قلبی آمادگی پر ہے۔ اگر ماں تربیت کو محض ایک سماجی بوجھ یا مجبوری سمجھ کر کرے گی، تو اس کے نتائج مثبت کے بجائے منفی ہو سکتے ہیں۔ تربیت کوئی ایسا کام نہیں جو دباؤ میں آ کر کیا جائے، بلکہ یہ ایک مقدس مشن ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ ماں:

۱۔ سب سے پہلے اپنے اندر اس ذمہ داری کے لیے شوق اور رغبت پیدا کرے۔

۲۔ اس حقیقت کو تسلیم کرے کہ اللہ نے اسے 'ماں' جیسا عظیم منصب عطا کیا ہے، جس کے قدموں تلے جنت جیسی بڑی نعمت رکھی گئی ہے۔

۳۔ تربیتِ اولاد کو اپنی زندگی کا اولین مقصد اور اللہ کی رضا کا ذریعہ سمجھے۔

جب ماں پورے ذوق و شوق اور اخلاص کے ساتھ اس منصب کو سنبھالتی ہے، تو وہ نہ صرف اپنی اولاد کو ایک بہترین شخصیت بناتی ہے بلکہ دنیا اور آخرت دونوں میں بڑے اجر کی مستحق ٹھہرتی ہے۔

حوالہ جات:

1البقرۃ:151

2:اصفہانی، امام راغب، الامام المفردات فی غریب القرآن، کتاب الراء، بذیل مادہ، ر، ب۔

3::شاہ باز خان، ڈاکٹر، اسلامی نقطہ نظر سے تربیتِ اساتذہ (ماخوذ از ماہنامہ منہاج القرآن)، سن اشاعت، 2021ء، ص119۔

4:، الرازی، ابوالحسین احمد بن فارس بن القزوینی، مقائیس اللغۃ، باب التاء والراء وما یثلثھما، کتاب التا، المعجم

5:الحاکم، ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ، المستدرک علیٰ الصحیحین، دارالکتب العلمیہ، جلد: اول، صفحہ: 271، بیروت 1411ھ۔

6:البینۃ: 5

7:البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامعۃ الصحیح، مکتبہ رحیمیہ،، باب بدء الوحی، حدیث نمبر: 1

8:آل عمرآن:134